قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اک دن دیکھنا — عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا — میں بھی اک نورانی چہرے کے پرستاروں میں ہوں

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنام منیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ بیرون ممالک سے (۶ روپے)

ایڈیٹر صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

جلد ۲ — مورخہ ۹ جولائی ۱۹۱۴ء مطابق ۱۶ شعبان ۱۳۳۲ھ ہجری — نمبر ۱

مدینۃ المسیح

۱- حضرت اولوالعزم بخیرو عافیت ہیں +

۲- اس ہفتہ میں مندرجہ ذیل مہمان آئے +

رحیم بخش صاحب تحصیل ڈہگری
بابو عبدالکریم صاحب ملکوال
دیانت خاں صاحب نادون
فتح محمد صاحب بیووال
میاں کالے خاں صاحب ہزارہ
رشید احمد صاحب اٹھوال
میراں بخش صاحب دولت پور
عزیز الدین صاحب بھاگووال
رفیع محمد صاحب ملازم پولیس ملکوال
چوہدری فضل دین صاحب بیرن پور
محمد اسحٰق صاحب امرتسر
غلام حسن صاحب سفید پوش لائل پور
عبداللطیف صاحب سیالکوٹ
حکیم محمد اکبر صاحب امرتسر
مولا بخش صاحب جیووال
نواب الدین صاحب ٹھٹھہ بسال
محمد سلطان صاحب فیروزپور
سید نذیر حسین شاہ صاحب بھیرہ
سید عبدالغنی شاہ صاحب ربیعہ
چودھری احمد بخش صاحب جنڈیالہ
پیر ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب امرتسر
حکیم غلام غوث صاحب امرتسر
حمیدالدین صاحب کنسٹبل شادیوال
مستری نظام الدین صاحب سیالکوٹ
عبداللہ صاحب ،،
سید علی صاحب گوجک
میر قاسم علی صاحب دہلی
میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹ

ممالک غیر کے تار

لنڈن ۴ جولائی- آرچ ڈیوک فرانسس فرڈیننڈ اور اسکی بیوی کی لاشوں کو پوچلارن کے قلعہ کے تہ خانوں میں دفن کیا گیا +

قلعہ دویم میں آٹھ ہزار کاریگروں نے اس بنا پر کام بند کر دیا ہے۔ کہ ایک خط کو موقوف کر دیا گیا تھا +

۴ جولائی- سابق پریزیڈنٹ امریکہ کی سیاسی سرگرمی مسٹر روز ویلٹ نے رسالہ اوٹ لک کی ایڈیٹری سے اس بنا پر استعفےٰ دیدیا ہے کہ سیاسی کام کے لئے زیادہ وقت مل سکے +

لنڈن ۶ جولائی- سفریجیٹ عورتوں نے بیلی ہینوک ہوس کو نتی ڈون کو جس میں بہت سی قیمتی تصویریں اور یادگاری اشیاء تھیں جلا دیا ہے +

ہز اکسلنسی گورنر نے کل صبح ۸ بجے مسجد لشکر پور کا معائنہ کیا- وفد نے ہز اکسلنسی کا استقبال کیا +

بمبئی ۵ جولائی- عرب کمپنی کا جہاز سماٹرا کل شام چھ بجے جدہ کو روانہ ہوا- حاجیوں کی کل تعداد ۹۰۹ تھی- جہاز کے ٹکٹ چالیس روپے سے ۵۵ روپیہ تک میں فروخت ہوئے +

گورنمنٹ آف انڈیا نے صوبجات متحدہ میں تقاوی کیلئے ۶ لاکھ روپیہ کی مزید منظوری دیدی ہے +

بھارت مترنے معتبر ذریعہ سے سنا ہے کہ لالہ منشی رام صاحب کا اخبار ست دھرم پرچارک کا بنور کے اخبار پرتاب سے ملحق ہو جائیگا +

دربھنگہ میں ایک روپیہ میں ۲۰۰ آم فروخت ہوتے ہیں +

جس راستہ سے پرنس آسٹریا نے گذرنا تھا- اس راستہ کے درختوں کی شاخوں میں بم کے گولے لٹکے ہوئے پائے گئے نیز کمرے میں اور ڈچز کے بستر کے نیچے

بیجاپور اور ہوٹگی ریلوے سٹیشنوں کے درمیان میل کے دو تھیلوں سے ۹۵۰ پونڈ کی چوری کے الزام میں دو ہندو گارڈ چالان کئے گئے ہیں +

اورینٹ بنک کا جو بقول زمیندار مسلمانوں کا واحد اسلامی بنک تھا- ۴ جولائی کو پنجاب سندھ بمبئی اور دیگر مقامات کے مشہور بنکوں کی طرح بند ہو گیا + اچھا ہوا- کاش اب بھی مسلمان سمجھیں کہ سود کا ربا ان کے لئے کبھی نفع رساں نہیں ہو سکتا +

(باہتمام منشی غلام رسول مہتمم ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر کے لئے شائع ہوا)

الاخبار والآراء

استنبول میں کام کرنے والوں کے لئے موقعہ

جہان اسلام لکھتا ہے ہندوستان کا مال مثلاً مراد آباد کے برتن - بنارس کا ریشم - کشمیر کی شالیں - لکھنؤ کے چکن دہلی کے زنانہ سلیم شاہی جوتے - آگرہ کے پتھر کے سامان - احمد آباد گجرات کے ابرے - ایسی چیزیں کوشش کرنے سے نکاسی پا سکتی ہیں - اس کے سوا ہر قسم کے کارخانے مثل کپڑا رنگنے کے - فوجی سامان بنانے کا - دیا سلائی کا - لوہے کی ڈھلائی کا - بسکٹوں کا - آٹا پیسنے کا - کاغذ کا - لکڑی چیرنے کا بنالیں - اگر لوگ یوروپ سے مال منگا کر یہاں فروخت کریں - تاہم ان کو فائدہ ہوگا

اگر مالدار و باہمت لوگ معدنیات کے ٹھیکے شرکات بنا کر لیویں - تو خیر و برکت و ثروت ضرور حاصل کر لیں گے - ترکی زبان سے واقفیت کرنے کے بعد استنبول کے مضافات سے گھی - شہد - مرغیاں - انڈے لاکر شہر میں فروخت کریں - تو فائدہ ہوسکتا ہے ؛

زراعت کے لئے اناطولی کی زمین زرخیزی میں ضرب المثل ہے - اگر ہندوستانی مسلمان شرکات بنا کر زمین قیمتاً لے لیں یا یوں آباد کرنے کے لئے حکومت سے لیں - تو ان کو فائدہ حاصل ہوگا - علوم جدیدہ کی تحصیل کے لئے طلباء کا یہاں آنا مفید ہے خرچ بہت کم اور بعض مدارس میں تو کھانا کپڑا جیب خرچ تک بھی سرکار سے ملتا ہے -

طرابلس کے حالات

ماہ گذشتہ اور اس سے کچھ قبل کئی معرکے پیش آئے - ہر ایک میں مسلمانوں کو فتح و نصرت حاصل ہوئی - محافظیہ اجدابیہ نے ٹمسک کے ایطالی مورچہ پر حملہ کیا - جتنے دشمن تھے - سب کو قتل کر دیا - اور ان کے ہتھیار لے لئے - دوسرے معرکہ میں پھر دشمن کی بڑی تعداد قتل ہوئی - اور یہ دونوں معرکے آخر ربیع الاول میں ہوئے - ربیع الثانی کے وافعہ میں مجاہدین نے جدابیہ مقام کے قریب جو حملہ کیا تھا - دو ہزار سے زیادہ دشمن ہلاک ہوئے - خچریں اور گائے بیل مال غنیمت ہاتھ آیا - ۱۸ ربیع الثانی کو دشمن مراوہ کی طرف سے نکلا - دن کے گیارہ بجے سے رات کے ۹ بجے تک میدان گرم رہا - دشمن سلنطا اور بہت سے مقتولین کے جتھے میدان میں چھوڑ کر بھاگ گیا ؛

قسطنطنیہ

حسب فرمان شاہی مجلس قائم ہو گئی ہے اب وہ بحث و تدقیق کرے گی - کہ کیوں مجلس مبعوثان کو توڑا - اور کیوں جنگ سے کچھ پہلے نظامی فوج کو روم ایلی سے بلا لیا گیا - اور کیوں بغیر استعداد کے اعلان جنگ کر دیا - جن لوگوں نے خیانت یا بدانتظامی اثنائے جنگ میں کی ہے - ان کو سزا ملے گی سابق نالائق وزارت کو بھی جوابدہی کرنی ہوگی - السلطان المعظم ایام صیف گذارنے کے لئے قصر یلدیز میں گئے ہیں - نماز جمعہ اکثر جامع حمیدیہ میں ادا کرتے ہیں ؛

مصر کی تازہ خبریں

پاؤنیر کا خاص نامہ نگار قاہرہ ۱۴ - جون کے خط میں رقمطراز ہے - کہ سید ادریس السنوسی بعزم حج مکہ تشریف لے جا رہے ہیں ان کی آمد کی خبر قاہرہ میں خاص دلچسپی پیدا کر رہی ہے - آپ شیخ السنوسی کے عم زاد بھائی ہیں - اور آپ پر شیخ موصوف کو کامل اعتماد اور بھروسہ ہے - مصر میں آپ کا بڑی دھوم دھام سے استقبال ہوا ہے - آپ آج کل خدیو کے مہمان ہیں - اور عجیب اتفاق ہے - کہ ایک سنوسی شیخ تو خدیو کے مہمان ہیں - اور شاہزادہ محمد علی خدیو کا بھائی سنوسیوں کے دشمن اطالیوں کے بادشاہ کا مہمان اور آج کل روم میں فروکش ہے ؛

سنوسیوں اور اطالیوں کا مجوزہ معاہدہ

یہی نامہ نگار لکھتے ہیں " مجھے معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے - کہ اٹلی اور شیخ سنوسی کے درمیان معاہدہ ہونے والا ہے - جس کے شرائط حسب ذیل ہوں گے - (۱) شیخ کو اپنے نخلستان جغبوب میں خود مختار حکومت کا استحقاق ہوگا وہ جداگانہ محصول لگانے - تجارت کرنے کے مجاز ہوں گے - لیکن وہ اٹلی کو قدرے خراج دیں گے اور غلاموں و اسلاح کی تجارت سے باز رہیں گے - (۲) شیخ کا عہدہ ایک اطالین گورنر جنرل کے برابر ہوگا - اور پانچ ہزار پونڈ سالانہ تنخواہ ہوگی ؛

مصری طلباء

یہی نامہ نگار لکھتا ہے - مصری طلبا سیاسی معاملات میں بہت حصہ لیتے ہیں - اس لئے وزارت تعلیم نے فیصلہ کیا ہے - کہ آئندہ مجلس واضع آئین کے مباحثات سننے کے لئے کوئی شخص بلا ٹکٹ نہ جائے - اور کوشش کی جا رہی ہے - کہ طالب علم ایسی بحثوں کے سننے میں حصہ نہ لیں - اس وقت ۶۰۰ مصری طلباء اپنے خرچ پر یورپ تعلیم پا رہے ہیں - ان میں سے ۳۷۳ انگلستان - ۱۳۹ فرانس اور ۴۲ سوئٹزرلینڈ میں ہیں - ان کو سیاسی ہوا سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک نگران کمیٹی بنائی گئی ہے - اور ان کے والدین کی منظوری سے اس تعداد میں سے ۲۸۹ طلباء کو اس کمیٹی کی نگرانی میں لے لیا گیا ہے - باقیوں کے لئے کوشش ہنوز جاری ہے -

آرمینیا میں اصلاحات

مشہور مصری آرمینین نوبار پاشا بنار مسئلہ آرمینیا کے حل میں مدت سے کوشاں ہے - اور آخر گورنمنٹ ٹرکی نے مفصلہ ذیل اصلاحات منظور کر لی ہیں - (۱) دو انسپکٹر جنرلوں کا تقرر جو کہ اب منتخب ہو کر اپنے کام پر جا رہے ہیں - (۲) فوجی پولیس کا تقرر اور اس میں مسلمانوں و عیسائیوں کی مساوی تعداد (۳) تین ولایتوں میں مسلمانوں اور عیسائیوں کی مساوی تعداد اور باقی تین میں بہ تناسب آبادی - (۴) سرکاری کاروبار میں آرمینین زبان کا استعمال - (۵) آرمینیوں کے گذشتہ نقصانات کی تلافی کے لئے کمیشنوں کا تقرر - (۶) تعلیمی ٹیکس کا مسلمان اور مسیحی مدارس پر مساوی خرچ کیا جانا -

مسٹر شکسپیر کا سفر

انگریزی قونصل متعینہ کویت کپتان شکسپیر نے کویت سے سویز تک گھوڑے پر سفر کیا - اور ۳½ ماہ میں ۱۸۰۰ میل کا سفر طے کیا - راستہ میں ہر جگہ عرب قبائل دوستانہ طور پر پیش آئے صرف ایک مقام پر قونصل مذکور کو بھیس بدلنے کی ضرورت پیش آئی ؛

رسول اللہ کی ایک پیشگوئی کی یادگار

۱۲ - جون کو بروز جمعہ قسطنطنیہ میں فتح قسطنطنیہ کی یادگار نہایت دھوم دھام کے ساتھ منائی گئی ہے یہ وہ جمعہ ہے - کہ سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ میں داخل ہونے کے بعد جامع ایا صوفیہ میں نماز جمعہ ادا کی ؛

ہوائی جہازات کی تعداد - فرانس ۱۵۰۰ - امریکہ ۱۳۰ - جرمنی ۴۰۰ - اسپین ۲۰ - انگلستان ۱۵۰ - روس ۱۱۴ - اٹلی ۳۵ ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل
قادیان دارالامان - ۱۰ جولائی ۱۹۱۴ء

تبلیغ کا زیادہ مستحق کون ہے؟

موجودہ زمانہ میں لوگوں کے خیالات کی گوناگوں نیرنگیوں کو دیکھ کر تعجب آتا ہے کہ کس طرح ہر شخص اپنی رائے کو ہی شریعت ۔ مذہب اور حقیقت سمجھتا ہے ۔ اور ہر ایک وہ مفید کام جس کو اور کوئی انجام دینا شروع کرتا ہے ۔ ناجائز اور خلاف اصول جانتا ہے یہ باتیں ان لوگوں کی مذہب سے ناواقفیت اور بیگانگی پر دلالت ہی نہیں کرتیں ۔ بلکہ یقین دلاتی ہیں ۔ آجکل اسلامی حلقہ میں یہ سوال نہایت وزنی اور اہم صورت اختیار کئے ہوئے ہے کہ تبلیغ کے زیادہ مستحق کون لوگ ہیں اور کونسی وہ جگہیں اور ملک ہیں جہاں تبلیغ کا کام پہلے ۔ شروع کرنا چاہئے بعض لوگوں کا خیال ہی نہیں ۔ بلکہ منتہائے نظر یہ ہے ۔ کہ چونکہ یورپ ان حملوں اور اعتراضوں کا مبداء اور منبع ہے جو کہ اسلام پر کئے جاتے ہیں ۔ اس لئے سب سے پہلے اور کاموں اور ارادوں کو ترک کر کے یہ کرنا چاہئے ۔ کہ تبلیغ اسلام کی منور کرنوں سے مغرب کے ظلمت آگین خطہ کو منور کیا جائے تاکہ وہ تاریکی جو وہاں سے نکل کر اکناف عالم میں پھیلتی ہے اور اسلام کے درخشندہ چہرہ کو مکدر کرنے کا باعث بنتی ہے ۔ رک جائے اور اس کی بجائے صداقت کی روشنی پھیل جائے ۔ لیکن بعض لوگوں کا خیال ہے کہ پہلے اپنے گھر کی خبر لینی چاہئے یعنے اپنے ملک میں جو غیر مسلم اور نام کے مسلمان لوگ آباد ہیں ۔ ان میں تبلیغ کا کام شروع کیا جائے ۔ کیونکہ اول قریبی ہونے کی وجہ سے ان کا حق سب سے مقدم ہے ۔ اسلئے ان کو دین سے بے خبر اور جاہل چھوڑ کر غیروں کی طرف تبلیغ کا دست شفقت بڑھانا صرف قابل افسوس ہی نہیں بلکہ حماقت ہے اور یہ کہاں کی دانائی ہے کہ اپنے ہم مذہبوں اور پھر اپنے ہم وطنوں کو تو ان کی حالت پر چھوڑا جائے ۔ لیکن دور دراز ملکوں کے لوگوں کو جو کہ فاصلے کے لحاظ سے ہی دور نہیں بلکہ اعتقادات اور طریق معاشرت میں بھی بہت دور ہیں دعوت اسلام دینے کے لئے تیار ہو جائیں ۔ دوسرے جب ہم اپنی بچھڑی ہوئی ہمسایہ قوموں اور گم کردہ راہ مسلمانوں کو گلے ملا لیں گے تو وہ ہمارے دست و بازو بنکر ہمیں مدد دینگے ۔ جس سے اشاعت اسلام کا کام کامیابی اور آسانی سے ممالک غیر میں انجام پا سکیگا اور ہم بہت جلدی اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائینگے ۔

ان گردوپیش کے خیالات کو معلوم کر کے ایک مسلم کے دل میں جو خیال سب سے پہلے آنا چاہئیے وہ یہ ہے کہ اس اہم سوال پر بجائے اس کے کہ میں خود غور و فکر کروں کیوں نہ قرآن کریم پر عرض کر کے اس سے فیصلہ طلب ہوں کیونکہ جو فیصلہ قرآن کریم دیگا وہ یقیناً درست اور بے عیب ہوگا ۔ اور ہمارے خیالات میں ممکن ہے کوئی نہ کوئی نقص رہ جائے جو آخر میں نقصان دہ ثابت ہو ۔ اسی طرح اگر آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم کا تعامل حکم قرآنی کی تفسیر کر دے ۔ تو ہمارے استدلال کی درستی پر ایک اور مہر لگ جائے گی ہم بھی اسی خیال کے ماتحت قرآن شریف سے اس معاملہ کے متعلق فتوے پوچھتے ہیں تو اس میں یہ لکھا ہوا پاتے ہیں کہ :-

یا ایھا الذین آمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار

اے مومنوں کفار میں سے ان لوگوں کا مقابلہ کرو جو تمہارے نزدیک ہیں اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے انہی لوگوں کی تبلیغ کا حق مسلمانوں پر ہے جو کہ ان کے قریب ہیں کیونکہ یہی لوگ یلونکم کے ماتحت ہیں ۔ اسلئے ان سے ہی پہلے نپٹنا چاہیئے ۔ پس اس اصل کو مدنظر رکھتے ہوئے تبلیغ کے زیادہ تر مستحق اپنے وطن کے لوگ ہی ہو سکتے ہیں کیونکہ جس طرح دنیاوی فساد اور شر جسقدر قریب ہوتا ہے اسی قدر اس سے زیادہ خطرہ ہوتا ہے ۔ اسی طرح ہر ایک مذہبی اختلاف بھی جسقدر قریب کی قوموں میں ہوتا ہے اسی قدر زیادہ اس کے مضر اور خطرناک ہونے کا احتمال ہوتا ہے ۔ اور اس سے مذہب کو ضعف پہنچنا بہت ممکن ہوتا ہے ۔ اس لئے اس کے استیصال کی فکر سب سے پہلے کرنی چاہئے لیکن جہاں قرآن کریم نے ہمیں تبلیغ کے لئے سب سے پہلے اپنے قریب کے دشمنوں سے مقابلہ کا حکم دیا ہے وہاں اس نے یہ بھی فرمایا ہے کہ :- یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ الخ

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حسب ضرورت اور حاجت دور کے دشمنوں کی طرف توجہ کرنی بھی کوئی منع نہیں بلکہ بقدر ضرورت ضروری ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے ہمیں بتا دیا ہے کہ ہمارا یہ استدلال درست ہے ۔ کیونکہ آپ نے اپنی زندگی کا ایک بہت بڑا حصہ اہل عرب اور پھر قریش کی اصلاح میں خرچ کر دیا لیکن دوسروں کو بھی بکلی ترک نہیں کیا بلکہ فتح مکہ سے پہلے ہی جب کہ عرب میں شرک و بت پرستی کا زور قائم تھا ہجرت کے چھٹے برس مسیحی بادشاہوں کے نام ایک خط لکھا جس میں انہیں اسلام کی دعوت دی ۔ اور اسی آیت کو پیش کر کے کہ یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الخ انہیں اسلام قبول کرنے کی تحریک فرمائی اور بصورت انکار ذلت اور ادبار کی خبر دی ۔ اسی طرح آپ نے اہل کتاب کے سوا مجوسیوں کو بھی دعوت اسلام دی اور اپنے اس فعل سے قرآن کریم کی ان آیات کی تفسیر فرماتے ہوئے مسلمانوں کے لئے ایسے مواقع کے لئے صراط مستقیم قائم کر دی تا وہ اپنی کم فہمی سے ٹھوکر نہ کھائیں ۔ یہ ہے وہ طریق تبلیغ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا ہے ۔ اور یہی طریق کار ایک اعلے مصلح اور قابل جرنیل کا ہوتا ہے کیونکہ جہاں ایک طرف اس کا یہ فرض ہوتا ہے کہ اپنے ملک کے ضروری مقامات کو غیروں کے حملوں سے مامون اور مصئون رکھنے کے لئے مضبوط بنائے وہاں اسکا یہ بھی کام ہے کہ اگر ممکن ہو تو دشمن کے گھر جا کر بھی اس کے دمدموں اور مورچوں پر حملہ کرے اور اس کو اپنے گھر کی فکر اور تردد میں ڈال دے اور اسے کمزور اور مرعوب کر دے تاکہ کبھی وہ حملہ کرنے کی جرأت اور خیال دل میں نہ لا سکے اور تبلیغ بھی ایک مذہبی جنگ ہے اور ہر ایک مذہب کا مبلغ دوسرے مذہب کے مبلغ کو پچھاڑنا اور زک دینا چاہتا ہے اور اس کے ملک اور مال و اموال پر قبضہ کرنا چاہتا ہے اسلئے اس جنگ میں بھی اسی اصل کو مدنظر رکھنا چاہیئے اور اسی پرکار بند ہو کر تبلیغ کا کام کرنا چاہیئے اور اگر حالات اور واقعات مساعدت کریں تو غیر ممالک کی طرف بھی تبلیغ کیلئے توجہ کرنی چاہیئے تاکہ فتوحات کا دائرہ وسیع ہو جائے اور مختلف استعدادوں اور قابلیتوں کے آدمی مہیا ہو سکیں جن سے آئندہ کی فتوحات اور کامیابی میں مدد مل سکے ۔ پس ہمارے نزدیک ان دونوں پہلوؤں میں سے زیادہ اہم اپنے گھر کی اصلاح ہے لیکن دوسرے پہلو پر بھی ایک ہی وقت میں توجہ رکھنی نہایت ضروری ہے اس مضمون میں ہمنے مختصر طور پر ممالک غیر میں تبلیغ کرنیکی ضرورت کو بیان کر دیا ہے اسکے علاوہ اور بھی وجوہات ہیں جو کہ انشاء اللہ پھر کبھی لکھیں گے ۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ اسلام

سیرۃ النبیؐ

طہارت النفس - تحمل

ہم پہلے حضرت علیؓ کے ایک واقعہ سے ثابت کر چکے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہایت بردبار تھے اور برخلاف بہت سے بادشاہوں کے جو اپنے خلاف بات سُنکر یا اپنی مرضی کے ناموافق حرکت دیکھ کر نہایت غصہ اور جوش سے بھر جاتے ہیں۔ اکثر چشم پوشی اور اعراض سے کام لیتے تھے۔ اور ایسا طریق اختیار کرتے۔ جس میں تحمل کا پہلو غالب ہو۔ اب ہم ایک اور ایسا ہی واقعہ بیان کرتے ہیں جو ایک دوسرے پہلو سے آپکے تحمل پر روشنی ڈالتا ہے۔ اور آپ کے صفات حسنہ کو اور بھی روشن کر کے ظاہر کرتا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوازن پر فتح پا کے واپس آرہے تھے۔ اور اس جنگ میں جو اموال مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ ان کی تقسیم کا سوال درپیش تھا۔ آپ کا منشاء تھا کہ اگر ہوازن تائب ہو کر آجائیں اور معافی کے خواستگار ہوں تو ان کے اموال اور قیدی انہیں واپس کر دئے جائیں لیکن دن پر دن گذرتے چلے گئے اور ہوازن کی طرف سے کوئی وفد طلبگار معافی ہو کر نہ آیا۔ بہت دن تک آپنے تقسیم اموال کے کام کو تعویق میں رکھا۔ لیکن آخرایام کو مناسب سمجھا کہ اموال تقسیم کر دئے جائیں۔ چنانچہ جعرانہ پہنچکر آپنے ان اموال کو تقسیم کرنا شروع کیا۔ منافق تو ہمیشہ اس تاک میں لگے رہتے تھے کہ کوئی موقعہ ملے تو ہم آپ پر اعتراض کریں۔ کوئی نہ کوئی راہ نکالکر ذوالخویصرہ التیمی نے عین تقسیم کے وقت بڑھ کر کہا کہ آپ اس تقسیم میں عدل کو مدنظر رکھیں۔ جس سے اس کی مُراد یہ تھی۔ کہ آپ اس وقت عدل سے کام نہیں لے رہے امام بخاری صاحب نے اس واقعہ کو حضرت جابر رضؓ سے ... یوں روایت کیا ہے کہ بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقسم غنیمۃ بالجعرانۃ اذ قال لہ رجل اعدل فقال لقد شقیت ان لم اعدل۔ اس اثنا میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اموال غنیمت کو جعرانہ نام کے مقام پر تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے آپ کو کہا کہ آپ عدل سے کام لیں۔ آپنے جواب دیا کہ اگر مینے عدل نہیں کیا تو تو بڑی بے برکتی اور بدبختی میں مُبتلا ہو گیا۔ اللہ اللہ کیسے خطرناک حملہ کا جواب وہ پاک رُسول کس نرمی سے دیتا ہے کس حلم سے اُسے سمجھاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو عشق صحابہ کو تھا وہ ایسا نہ تھا کہ وہ ایسی باتیں برداشت کر سکتے۔ بلکہ حضرت عمرؓ اور خالد بن ولیدؓ تو ہمیشہ ایسے مواقع پر تلوار کھینچ کر کھڑے ہوجاتے تھے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو ہمیشہ روکتے رہتے تھے کہ ان لوگوں سے اعراض کرو۔ پس ایسے وقت میں جبکہ مکہ کے حدیث العہد مسلمان جو ابھی ان آداب سے بالکل ناواقف تھے جو ایک رسول کے حضور بجالانے ہر ایک مومن کا فرض ہوتا ہے۔ اور جو ایک ذرہ سے اشارہ سے صراط مستقیم سے ہٹ کر کہیں کے کہیں پہنچ سکتے تھے۔ آپکے ارد گرد کھڑے تھے۔ اور وہی وقت تھا جب انھوں نے یہ سبق سیکھنا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمیں کس طرح عمل کرنا چاہیئے ایک شخص کا آگے بڑھ کر نہایت بے حیائی سے آپکو کہنا کہ حضور ذرہ عدل مدنظر رکھیں۔ اور بے انصافی اور حق تلفی نہ کریں ایک خطرناک فعل تھا۔ جس سے ایک طرف تو ان قوانین کی خلاف ورزی ہوتی تھی۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے ساتھ کلام کرنیکے متعلق بیان فرمائے ہیں دوسرے ان تمام مواعید پر پانی پھر جاتا تھا۔ جو اس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کئے تھے۔ اور جو ہر ایک مسلمان کو مسلمان ہونے کیلئے کرنے پڑتے ہیں۔ تیسرے سیاسی لحاظ سے آپکے رُعب کو ایک خطرناک نقصان پہنچانے والے تھے۔ اور چوتھے نومسلموں کے لئے ایک نہایت بدنظیر قائم کرنے والے تھے جن کے دل ابھی اس عزت کا خیال بھی نہیں کر سکتے تھے جو صحابہ کے دلوں میں بھری ہوئی تھی۔ پس وہ الفاظ جو ذوالخویصرہ کے مُنہ سے اسوقت نکلے ایک دنیاوی دربار میں خطرناک سے خطرناک سزا کا فتویٰ دلانے کے لئے کافی تھے۔ اور اگر زمانہ قدیم کے درباروں میں ایسا انسان قتل کا مستوجب خیال کیا جاتا۔ تو موجودہ دور دستوریت میں بھی ایسا آدمی سزا سے محفوظ نہ رہ سکتا لیکن وہ بادشاہِ ہر دوجہاں اس کے گستاخانہ کلام کے جواب میں کیا کہتا ہے کیا اسے سزا کا حکم دیتا ہے کہ تا ان نومسلموں پر آپکا رعب بیٹھ جائے جو نہایت نگران نگاہوں سے صحابہؓ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعلقات کو اس لئے دیکھ رہے تھے کہ ان سے اندازہ لگا سکیں کہ یہ تعلقات مصنوعی یا حقیقی عارضی ہیں یا مستقل سطحی ہیں یا ان کی جڑھیں دل کے تمام کونوں میں مضبوطی سے گڑی ہوئی ہیں یا وہ میرا پیارا اگر اسے کسی بدنی سزا کا مستحق قرار نہیں دیتا۔ تو کم سے کم زبانی طور پر ہی اسے سخت تہدید کرتا ہے کہ اگر ایسے الفاظ پھر تمہارے منہ سے نکلے تو تم کو سخت سزا دیجائیگی؟ نہیں وہ بھی نہیں کرتا کیا وہ اُسے اپنے سامنے سے دُور ہوجانیکا حکم دیتا ہے؟ نہیں! وہ اس سے بھی اجتناب کرتا ہے۔ پھر اس جرم کے لئے وہ کیا سزا تجویز کرتا ہے؟ وہ باوجود صحابہ کی چڑھی ہوئی تیوری کے اور باوجود ان کے ہاتھوں کے بار بار دستہ تلوار کی طرف جانے کے اُسے نہایت پرحکمت اور پُرمعنی جواب دیتا ہے جس سے بہتر جواب کوئی انسانی دماغ تجویز کر ہی نہیں سکتا وہ اُسے خود اسی کے فعل سے ملزم کرتا ہے خود اسی کے اقوال سے قائل کرتا ہے خود اُسی کے اعمال سے شرمندہ کرتا ہے وہ کہتا ہے تو یہ کہ لقد شقیت ان لم اعدل۔ اگر مینے عدل کیا تو تو بدبختی کے گڑھے میں گر گیا کیونکہ تو نے تو مجھے خدا کا رُسول سمجھ کر بیعت کی ہے۔ اور دعوے کرتا ہے کہ میں آپکو خدا کی طرف سے یقین کرتا ہوں اور مجھے اپنا رہنما اور پیشوا قرار دیتا ہے تو ان خیالات کے باوجود اے نادان جب تو مجھے انصاف سے دور اور عدل سے خالی خیال کرتا ہے تو تجھ سے زیادہ بدبخت اور کون ہو سکتا ہے جو اپنے آپکو ایک ایسے شخص کے پیچھے لگاتا ہے جو اتباع کے قابل نہیں اور اس آدمی سے ہدایت چاہتا ہے جو خود گمراہ ہے اور اس سے صداقت طلب کرتا ہے جو جھوٹ بولنے میں کوئی عیب نہیں دیکھتا اور اگر تو مجھے ایسا نہیں خیال کرتا بلکہ جھوٹا خیال کرتا ہے تو پھر بھی تو نہایت شقی ہے کیونکہ باوجود مجھے جھوٹا سمجھنے کے پھر میرے ساتھ رہتا ہے اور ظاہر کرتا ہے کہ میں آپکو سچا خیال کرتا ہوں اللہ اللہ کیسا پاک جواب ہے کیسا مسکت اور مبکّت جواب ہے، جسے سُنکر ایک حیادار سوائے اس کے کہ زندہ ہی مرجائے اور کوئی جواب نہیں دے سکتا یہ تھا آپکا تحمل یہ تھی آپ کی بردباری جو آپ کو دنیا کے تمام انسانوں سے افضل ثابت کرتی ہے۔ بہت ہیں جو اشتعال انگیز الفاظ کو سُنکر خاموشی سے اپنے حلم کا ثبوت دیتے ہیں لیکن میرے آقا کا تحمل بھی لغو نہ تھا اگر آپ خاموش رہتے تو اس کے اعتراض کا جواب کیا ہوتا آپنے تحمل کا ایک اعلےٰ نمونہ دکھایا اور ایسا نمونہ جو کہ اپنے اندر ایک عظیم الشان سبق بھی رکھتا تھا اور معترضین کے لئے ہدایت تھا۔ کاش! اس حدیث سے وہ لوگ کچھ نصیحت حاصل کریں جو ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کر کے پھر اعتراضات سے نہیں رُکتے کیونکہ ان کو...

...یاد رکھنا چاہیئے کہ ان کا یہ فعل خدا کی خفگی کا [illegible] ہر دو دار [illegible] ٭

حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ المسیح والمہدی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ ۲۹۔ سورۂ نوح۔ بقیہ رکوع اوّل

آسمانوں میں اللہ تعالیٰ نے ایک چاند بنایا جو نور ہے۔ "نور ہے" سے یہ مراد ہے کہ وہ چاند نور والا ہے یعنی نور اخذ کرتا ہے۔ اسپر عیسائی اعتراض کرتے ہیں۔ کہ چاند میں نور نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے چاند کو ایک ایسی جگہ رکھا ہے۔ کہ سورج سے نور لے سکتا ہے۔ اگر ایسی جگہ نہ رکھا جاتا۔ تو ہمیں وہ کوئی فائدہ نہ پہنچا سکتا +

وَاللّٰهُ اَنْبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ۝ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ۝

اللہ تعالیٰ کو دیکھو۔ اللہ نے زمین سے تم کو اچھی طرح اُگایا۔ انسان کی پرورش اور پیدایش ان ہی چیزوں سے ہوتی ہے۔ جو کہ زمین سے نکلتی ہیں۔ اس مسئلہ پر حضرت مسیح موعودؑ نے بہت کھول کر لکھا ہے۔ براہین احمدیہ حصّہ پنجم اور دیگر کتب دیکھ لو +

پھر تمہیں اس زمین میں لوٹائیگا۔ پھر اللہ تعالیٰ تمہارا ایک حصّہ سلامت رکھے گا اور اسی زمین سے تمکو پھر زندہ کرے گا +

واعظ کا یہ کام ہونا چاہیئے۔ کہ لوگوں کو پہلے خدا کے احسان جتلائے۔ پھر خدا کے غضب سے ڈرائے۔ پھر یہ بتلائے کہ اگر تم توبہ کر لوگے۔ تو اللہ تعالیٰ تمکو بخشدے گا۔ اور انعام دیگا اور پھر یہ بھی بتائے کہ خدا تعالیٰ تمکو پھر زندہ کرے گا۔ اور جو کچھ تم کروگے۔ اس کا محاسبہ ہوگا اس لئے تمہیں اس کیلئے تیاری کرنی چاہیئے +

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۝ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝

اور اللہ نے زمین تمہارے لئے بستر بچھونا۔ فرش بنائی یعنی اس میں تمہارے لئے امن کے سامان رکھے۔ تاکہ تم اسکے کھلے راستوں پر چلو۔ لیکن اگر . . . خدا کا مقابلہ کروگے۔ تو تمہارے لئے کھلے راستے تنگ کر دیئے جائینگے۔ اور تم کو تباہ و برباد کیا جائے گا۔ یعنی انعام و اکرام کے راستے بند کئے جاویں گے +

رکوع دوم

(مورخہ ۱۱۔ مئی ۱۹۱۴ء)

بہت سے لوگ کسی کی دُنیاوی شان و شوکت کو دیکھ کر اسکی بات پر اعتبار کر لیتے ہیں کہ یہ بڑا مالدار ہے۔ خاندان میں معزز ہے۔ لوگوں میں بارسوخ ہے۔ تو بھلا یہ کہیں جھوٹ بول سکتا ہے۔ لیکن یہ بہت بُری بات ہے۔ ایسے لوگوں کو کسی کی دنیاوی عزت اور جاہ و جلال خدا تعالیٰ کے رستے سے روک دیتی ہے۔ انبیا کی مخالفت پہلے ہمیشہ بڑے آدمیوں نے کی ہے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم اپنے سے چھوٹے آدمی کی بات کیوں مان لیں۔ انکے بعد پھر عام لوگ مخالفت کرتے ہیں۔ کہ چونکہ بڑے بڑے آدمیوں نے نہیں مانا۔ اس لئے ہم کیوں مانیں۔ اگر کوئی بات اچھی اور ماننے کے قابل ہوتی۔ تو یہ کیوں نہ مانتے +

قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا ۝

نوح علیہ السلام نے اپنے رب سے فریاد کی کہ اے میرے رب ان لوگوں نے میری نافرمانی کی ہے۔ اور مجھے جھٹلایا ہے۔ میں نے ان کو تبلیغ ہر رنگ میں کی ہے۔ مجلسوں میں ان کو نصیحت کی ہے۔ علیحدہ لے جا کر بتایا ہے۔ منادی کروائی ہے۔ رات کو سمجھایا ہے۔ ان کو تبلیغ کی ہے۔ لیکن انھوں نے میری کوئی بات نہیں مانی۔ مگر انھوں نے ان لوگوں کی باتیں مانی ہیں جنکے مال اور اولاد نے ان کو اس بات کے سوا کوئی نفع نہیں دیا کہ وہ گھاٹے میں پڑ گئے ہیں +

جب کوئی کسی اعلیٰ شے کو چھوڑتا ہے تو اُسے ادنیٰ شے اختیار کرنی پڑتی ہے جو لوگ خدا کو چھوڑتے ہیں۔ ان کو آدمیوں کی پرستش کرنی پڑتی ہے اور آدمی بھی ایسے کہ کسی کو لوگوں نے پھانسی پر لٹکا دیا۔ اور کسی کی بیوی کو کوئی چھین کر لے گیا۔ یہ بھی اللہ تعالےٰ کی حکمت ہے کہ جن بزرگوں کو لوگوں نے خدا بنایا ہے انکی زندگیاں نہایت تلخ واقعات سے پُر ہیں۔ پھر جو لوگ انبیاء اور اولیا کو چھوڑتے ہیں۔ وہ شریر۔ بدکار۔ زانی۔ فاسق فاجر اور بدمعاش لوگوں کی باتیں مانتے ہیں۔ اور انکے پیچھے چلتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم و مغفور نے ایک دفعہ فرمایا۔ کہ میں نے ایک عورت کو کہا۔ کہ تمہارے محلّہ میں جو ملاّں رہتا ہے وہ بڑا بدمعاش اور شریر ہے۔ تو وہ کہنے لگی۔ کہ جی بدمعاش تو نہیں۔ نوجوان ہے اس لئے شوقین ہے +

اب مسلمانوں نے شریعت اسلام کو چھوڑ کر ہندوؤں کی رسمیں اختیار کر لی ہیں بیاہ۔ شادیوں میں انہی کی طرح تیل لگایا جاتا ہے۔ گانا باندھا جاتا ہے۔ اور اسی طرح کی اور کئی قبیح رسمیں عمل میں لائی جاتی ہیں۔ ہمارے بعض احمدیوں میں بھی ابھی تک رسمیں چلی آئی ہیں۔ مجھے بچپن سے رسموں سے نفرت ہے۔ اس لئے دل چاہتا ہے اور چاہتا ہوں کہ سختی سے روکوں لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات یاد آجاتی ہے۔ کہ نئے نئے مسلمان ہونے والوں کا بھی ایک حد تک لحاظ رکھنا چاہیئے +

وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ۝

اور ان بڑے لوگوں نے بڑی بڑی تدبیریں کیں +

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۝

اور انھوں نے لوگوں کو غیرت دلانی شروع کی۔ کہ کیا تم اپنے باپ دادا کی باتوں کو چھوڑ کر نوح (علیہ السلام) کی باتیں مان لوگے۔ تم یہ کبھی نہ کرنا۔ اور وَدّ اور سُواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو ہرگز نہ چھوڑنا۔ کیونکہ یہ ہمارے باپ دادوں کے معبود ہیں۔ نوح تو نیا معبود لایا ہے +

انبیا کو نہ ماننے والوں کا یہ بہت بڑا عذر ہوتا ہے۔ کہ ہم اپنے باپ دادوں کی باتوں کو نہیں چھوڑ سکتے۔ اگر یہ عذر نہ ہو۔ تو تمام جہان انبیا کو مان لیا کرے۔ ایسے لوگوں

میں سے جو اپنے پہلوں کی تقلید کا دعویٰ کرتے ہیں۔ بہت سے ایسے ہوتے ہیں جو مذہب سے بالکل ناواقف۔ چور۔ ڈاکو۔ زانی۔ اور حرامکار ہوتے ہیں۔ لیکن اگر ان سے انکا مذہب پوچھا جائے۔ تو بڑے فخر سے بیان کرتے ہیں۔ کہ ہم مسلمان ہیں۔ ہم ہندو ہیں۔ ہم عیسائی ہیں اور ہم اپنے آبائی مذہب پر قائم ہیں +

وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ○

انھوں نے لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔ اور انکو دھوکے میں رکھا ہے۔ اس لئے یا الٰہی ان ظالم لوگوں کو گمراہی میں ہی زیادتی ہو۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ نوح علیہ السلام نے یہ بددعا کی ہے۔ لیکن انھوں نے یہ ایک سچی بات بیان فرمائی ہے۔ کیونکہ اگر بتوں کے پوجنے والوں کو بتوں کے پوجنے میں بھی ہدایت ملجائے۔ تو نبیوں کو دنیا میں کوئی بھی نہ مانے۔ اس لئے نبیوں کو نہ ماننے والے گمراہی میں ہی بڑھتے ہیں اور ان کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی +

مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ○

کافر اپنے گناہوں کی وجہ سے غرق کئے گئے پس وہ داخل کئے گئے آگ میں۔ اور نہ پایا انھوں نے سوائے اللہ کے کسی کو مددگار۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ نے ان کو غرق کیا۔ تو کوئی ان کو بچا نہ سکا +

وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ○ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ○

نوح (علیہ السلام) نے کہا کہ یا الٰہی زمین پر کافروں میں سے کسی کو باقی نہ رکھیں اور اگر آپ ان کو چھوڑ دیں گے تو یہ آپ کے بندوں کو گمراہ کریں گے اور انکی نسلیں بھی آگے ایسی ہی بدکار اور فاجر اور کافر ہونگی جیسے یہ ہیں کیونکہ بیٹا اپنے باپ سے ہی سیکھتا ہے + خدا تعالےٰ نے پہلے خبر دی تھی۔ کہ یہ ایمان نہیں لائیں گے اس لئے نوح علیہ السلام نے بددعا کی۔ ورنہ نبی یوں ہی بددعا نہیں کرتا +

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ

الٰہی مجھے اور میرے ماں باپ کو بخش دیجیو۔ اور اُن کو بھی جو میرے گھر مومن ہو کر داخل ہوں۔ اور ایمان والے مرد اور عورتوں کو بھی +

وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ○

اور جو ظالم ہیں۔ اُن کو ہلاکت ہی میں ڈالتا +

سورۃ الجن رکوع اوّل

۱۲۔ مئی ۱۹۱۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن شریف اپنی صداقت اپنے برکات اپنے کمالات (خواہ وہ معنوی ہوں یا لفظی) کے تاثرات کے لحاظ سے ایک ایسی بے نظیر کتاب ہے۔ کہ دنیا کی کوئی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ تعصب کو علیحدہ کر کے اور پھر اعتقاد اور ایمان کو بھی علیحدہ کر کے اگر قرآن شریف کو دیکھا جائے۔ تو بھی ہر ایک رنگ میں اعلیٰ اور اکمل ہی نظر آتا ہے۔ خدا تعالےٰ کی عظمت ہی کو لے لو۔ کوئی رکوع ایسا نہیں جس میں خدا کی عظمت۔ جلال۔ جبروت اور بڑائی نہ بیان کی گئی ہو۔ جو چیز کسی کو پیاری ہوتی ہے اس کا ذکر کثرت سے کیا جاتا ہے۔ حضرت رابعہ بصریہ کی نسبت مشہور ہے کہ انھوں نے چند آدمیوں کو دیکھا۔ کہ وہ ظہر کی نماز پڑھ کر مسجد میں بیٹھے دُنیا کی بُرائی کرنے لگے اور عصر تک بیٹھے رہے۔ پھر عصر کی نماز پڑھ کر وہی باتیں شروع کر دیں۔ تو انھوں نے اُن کو کہا۔ کہ تم لوگ بڑے حریص ہو۔ یہاں مسجد میں چونکہ تم دنیا طلبی کا ذکر نہیں کر سکتے کہ لوگ ناراض ہونگے۔ اس لئے اسکی مذمت ہی شروع کر دی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تم بار بار جو دنیا کا نام لیتے ہو۔ تو تمہارے دل میں اسکی بڑی محبت اور قدر ہے۔ واقعہ میں جو شے کسی کو پیاری ہوتی ہے۔ اس کا بار بار ذکر کرنے کو دل چاہتا ہے۔ لیلیٰ اور قیس کا قصہ مشہور ہے کہتے ہیں کہیں دو آدمیوں میں اس بات پر بحث ہو رہی تھی۔ کہ خلافت کا حق یزید کا تھا یا امام حسین رضؓ کا۔ اسی اثناء میں قیس آگیا۔ انھوں نے کہا۔ کہ اس سے پوچھنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ مجنون ہے۔ اسلئے ہم میں سے کسی کا لحاظ نہیں کرے گا۔ جب اُس سے پوچھا گیا۔ کہ میاں خلافت کا حقدار کون تھا امام حسینؓ یا یزید تھا۔ اس نے یہ سوال سُنکر کہا کہ دونوں غلطی پر ہیں خلافت کی حقدار میری لیلیٰ ہے +

پس فطرتِ انسانی پیاری اور محبوب چیز کے ذکر کے تکرار کو چاہتی ہے اور پسند کرتی ہے کہ ہر مقام پر اس کے محبوب کا ذکر ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس زمانہ میں مسلمانوں کی ترقی کا مدار وفات مسیح کے مسئلہ پر رکھا تھا۔ اور آپ اچھی طرح جانتے تھے کہ جب تک مسلمان وفات مسیح کے قائل نہ ہونگے۔ انکے لئے کسی قسم کی ترقی ناممکن ہے اس لئے جہاں کہیں بھی آپ نے کوئی مباحثہ کیا ہے یا کسی مذہب کے خلاف کتاب لکھی ہے۔ اس مسئلہ کا ضرور ذکر کیا ہے۔ اگر مسیحیوں کے خلاف کتاب لکھی ہے تو وہاں اس کا ذکر ہے۔ اگر مسلمانوں کے مقابلہ میں کتاب لکھی ہے۔ تو وہاں اس کو بیان کیا ہے اگر آریوں اور سکھوں کے مقابلہ میں کچھ لکھا ہے۔ تو وہاں بھی کسی نہ کسی رنگ میں اس بات کو بیان فرما ہی دیا ہے +

قرآن شریف کو شروع سے لیکر آخر تک دیکھتے جاؤ۔ ہر ایک رکوع میں یہی لکھا ہوگا۔ کہ اللہ تعالیٰ کو بڑی بڑی طاقتیں ہیں۔ قدرتیں ہیں۔ وہ عذاب بھی دے سکتا ہے۔ اور غفور و رحیم بھی ہے۔ شرک نہ کرو۔ کیونکہ یہ بہت بُری بات ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی عظمت کے اظہار کا حال ہے پھر جب ہم قرآن شریف کی تعلیم کو دیکھتے ہیں۔ تو کوئی ایسی تعلیم باقی نہیں رہتی جسکی کہ دُنیا میں لوگوں کو ضرورت ہو۔ اور اس کا ذکر قرآن شریف میں نہ ہو۔ سیاست کا ذکر۔ تمدن کا ذکر۔ آپس کے دوستانہ تعلقات کا ذکر۔ بیویوں سے سلوک کا ذکر۔ بچوں سے سلوک کا ذکر۔ والدین سے تعلقات کا ذکر۔ حتّٰی کہ وصیت کا بھی ذکر ہے۔ تا کہ کسی کے مرنے کے بعد اسکے مال و اموال کا آسانی سے فیصلہ ہو جائے۔ غرضیکہ کوئی دنیا کا مضمون نہیں چھوڑا گیا۔ اور زیادہ لطف کی بات یہ ہے۔ کہ ہر ایک مضمون میں ساتھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

جو سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح نے ۳۔ جولائی ۱۴ء کو دیا

وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّکَ یُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ط قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ ط اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَکُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ط وَضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْکَنَةُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ط ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ط ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ۵ الخ

جب کوئی قوم ایک مدت تک ماتحت اور غلام رہتی ہے تو اُس کے اخلاق بگڑ جاتے ہیں۔ اور پھر ضرورت ہوتی ہے اس بات کی۔ کہ ان کو آزاد رکھا جائے۔ تب اس قوم کی حالت درست ہوتی ہے۔

بنی اسرائیل مدت تک فرعون کی جابر حکومت کے ماتحت رہے۔ اور ان کے قویٰ حکومت اس سے بہت بگڑ گئے۔ اور ان کی اخلاقی حالت بالکل گر گئی۔ اور ان میں حکومت کا مادہ بالکل نہ رہا۔ ان میں لڑائی کرنے کی قابلیت اور جرأت بالکل نہ رہی تھی۔ جیسے قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انھوں نے حضرت موسیٰ ؑ کو کہدیا۔ اذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون۔

ان وجوہات سے اللہ تعالیٰ نے انکو جنگل میں رکھا۔ تاکہ ان کے اخلاق سدھر جائیں۔ یہ اللہ تعالیٰ نے انکی آزادی کیلئے سامان پیدا کردیا۔ تاکہ وہ پہلے خیالات بھولکر حکومت کے لئے تیار ہوجائیں۔ لیکن انھوں نے ایسی راہ اختیار کی جسکی وجہ سے ان سے وہ نعمتیں چھن گئیں۔ اور ان پر عذاب آیا۔ اس آیت میں بیان کیا ہے۔ کہ جو کچھ ان کو اللہ تعالیٰ نے دیا۔ انکو اس پر صبر نہ آیا۔ اور انھوں نے موسیٰ کو کہدیا۔ کہ لن نصبر علیٰ طعام واحد۔ ہم ایک کھانے پر صبر نہیں کرسکتے۔ موسیٰ ہمیں کسی ایسی جگہ لے چلو۔ جہاں سے ہمیں گیہوں۔ ساگ اور ککڑیاں اور مسور اور پیاز لہسن وغیرہ مل سکیں۔ تاکہ ہم انھیں کھائیں۔ ان کی اس سوال سے یہ مراد تھی۔ کہ ہمیں کسی شہر میں لے چلو جہاں ہمیں یہ چیزیں میسر ہوسکیں۔ اللہ تعالیٰ کا منشاء ان کو حکومت دینے کا تھا۔ مگر وہ چونکہ گند سے بھرے ہوئے تھے۔ اور تباہ ہونے والے تھے۔ اس لئے انھوں نے کہا۔ موسیٰ ہمیں کسی شہر میں لیچلو جہاں یہ چیزیں کھانے کو مل سکیں۔ یہاں جنگل میں کیا رکھا ہے جنگل کی چیزوں پر ہم صبر نہیں کرسکتے۔ یہاں تو یہی ہے کہ جنگلی جانوروں کو پکڑا۔ اور کھالیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کیا تم اسے جو بہتر ہے۔ اس سے بدلنا چاہتے ہو۔ جو ادنیٰ ہے۔

یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ وہ چیزیں در اصل ادنیٰ تو نہیں تھیں ان اشیاء کو تو نبی کریم صلعم بھی کھایا کرتے تھے۔ بلکہ اگر کبھی گوشت پکا ہوا ہوتا۔ اور اس میں کدو ہوتا۔ تو آپ کدو کو ٹٹول ٹٹول کر نکال لیتے اور اسے کھالیتے تھے۔ تو ترکاری کا کھانا کوئی بُرا نہیں ہے۔ اگر بُرا ہوتا۔ تو آپ خود بھی نہ کھاتے اور صحابہ کو بھی منع فرمادیتے۔ حضرت مسیح موعود ؑ بھی گوشت کم کھایا کرتے تھے اور سبزی کو پسند کرتے تھے۔ گوشت سے ایک گونہ آپ کو نفرت ہی تھی۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکومت دینی تھی۔ چونکہ انکو اللہ تعالیٰ کی پیشگوئی پر یقین نہ آیا۔ اس لئے انھوں نے چاہا۔ کہ حکومت تو معلوم نہیں ملے یا نہ ملے۔ اور خدا جانے کب ملیگی۔ کچھ دن روٹی تو آرام سے کھاویں۔ اس لئے کہا۔ کہ ہمیں سبزیاں ترکاریاں چاہئیں۔ اور وہ تو کھیتی کرتے تو اس سے ملتیں۔ انھوں نے چونکہ اللہ تعالیٰ کی ایک پیشگوئی کا انکار کیا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ان پر ناراض ہوا۔ اور حکم دیا۔ کہ کسی شہر میں چلے جاؤ۔ وہاں تم کھیتی کرنا۔ وہاں سے تمھیں جو تم نے مانگا ہے مل جاوے گا۔ ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا۔ اور چونکہ انھوں نے خدا کی پیشگوئی کا انکار کیا اور اس پر ایمان نہ لائے۔ بلکہ جلد بازی سے کام لیا۔ اس لئے ذلیل ہوگئے۔ اور بجائے اس کے کہ ان کو حکومت ملتی اب ایک معمولی کسان بننا انھوں نے پسند کیا۔ ان کو اللہ کے حکم پر ایمان نہ ہوا۔ اور یقین نہ آیا۔ کہ ہمیں سلطنت مل سکے گی۔ اور اپنا بادشاہ بننا ممکن خیال نہ کیا۔ اس لئے پھر ذلیل ہوگئے۔ جو لڑکے کہ پڑھتے ہیں۔ انھیں اگر یقین ہو۔ کہ ایک دن آتا ہے جب ہم کچھ بن جاویں گے۔ تب تو وہ ضرور محنت کرتے ہیں۔ اور پڑھائی ان کو کوئی مشکل نہیں معلوم ہوتی۔ لیکن جن طلباء کو امید نہیں ہوتی۔ اور یقین نہیں ہوتا۔ کہ ہم علم سے بڑے مرتبہ تک پہنچ سکتے ہیں وہ پھر محنت نہیں کرتے۔ اور اپنا وقت کھیل کود میں ضائع کردیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اس کی وجہ یہی ہے کہ انھوں نے خدا کی پیشگوئی پر یقین نہ کیا۔ اور یہ سمجھا۔ کہ موسیٰ غلط کہتا ہے۔ ہمیں کوئی بادشاہت نہ ملے گی۔ اور یہ بات ان کے دلوں میں اس لئے آئی۔ کہ وہ رسول کا مقابلہ کرتے تھے۔

کسی بزرگ یا مامور من اللہ کا مقابلہ کرنا بہت خطرناک ہے مقابلہ کرنے والے کا ایمان آہستہ آہستہ سلب ہوجاتا ہے۔ حضرت صاحب نے اس پر مفصل بحث تریاق القلوب میں کی ہے۔ آپ نے لکھا ہے جو شخص کسی مامور من اللہ کا مقابلہ کرتا ہے۔ اس کے دل پر ایک سیاہی آجاتی ہے۔ اور جوں جوں وہ مقابلہ کرتا چلا جاتا ہے توں توں اسکے دل کی سیاہی بڑھتی جاتی ہے۔ اور اس کا ایمان آہستہ آہستہ سلب ہوتا جاتا ہے۔ اور اگر وہ مقابلہ پر اڑا رہے۔ تو آخر کار اسکا ایمان بالکل سلب ہوجاتا ہے۔ اور اسکا دل بالکل سیاہ ہوجاتا ہے یہ معاملہ صرف کسی ایک بزرگ یا مامور سے خصوصیت نہیں رکھتا بلکہ کل انبیاء کا یہی حال ہے۔ جو ان کا مقابلہ کریگا۔ اسکا ایمان سلب ہوجائیگا۔

بعض لوگوں نے سلب ایمان اور کفر میں فرق بتایا ہے۔ یہ غلط بات ہے۔ حضرت صاحب نے تریاق القلوب میں بتادیا ہے کہ ایک آدمی کسطرح کافر بنتا ہے۔ وہ پہلے اللہ تعالیٰ کے کسی نبی کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور پھر آہستہ آہستہ اس سے نور ایمان چھین لیا جاتا ہے۔ اور جوں جوں وہ مقابلہ میں دلیری سے کام لیتا ہے۔ اور بڑھتا ہے تو آہستہ آہستہ اس سے نیکی کی توفیق بالکل اٹھائی جاتی ہے۔ عبد الحکیم کو دیکھ لو۔ جب وہ احمدی جماعت میں تھا۔ تو اُس کی اور حالت تھی۔ لیکن جب اُس نے ارتداد اختیار کیا۔ اور آپ کا (حضرت مسیح موعود کا) مقابلہ کیا تو پھر اس سے اعمال صالحہ کی توفیق اٹھالی گئی۔

یہ سب کچھ کیوں ہُوا۔ ذالک بما عصوا یعنی اس کا بدلہ ہے جو مامور کی نافرمانی کی۔ اور اسکا مقابلہ کیا۔ اسکے تدریجاً آہستہ آہستہ اس کا ایمان سلب ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ بالکل ہی اس سے ایمان اٹھ گیا۔

بہت سے لوگ اس لئے نہیں مانتے۔ کہ اگر مانیں گے۔ تو بہت سی باتیں ترک کرنی پڑینگی۔ اس لئے پھر وہ نبی کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اور جب اس کا مقابلہ کیا۔ تو جو کچھ وہ کرتا ہے۔ اس کے بھی ضرور خلاف کرتا ہوا۔ اس لئے وہ پھر ایمان سے محروم ہوجاتے ہیں۔

پہلے انسان [illegible] حد سے بڑھتا ہے۔ پھر نبی کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور

پھر آخر کار آیات اللہ سے بالکل انکار کرتا ہے۔ پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ خیر و شر میں تمیز نہیں کر سکتا۔ جیسا بچہ ایک عمدہ سے عمدہ چیز کی بجائے روٹی ہی پسند کرتا ہے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو فرمایا ہے۔ کہ ہم تمہیں انعام دیں گے اور تمہیں بڑی بڑی نعمتوں کا وارث کریں گے۔ مگر یاد رکھو۔ کہ ساتھ اس کے کچھ دنیاوی لالچ بھی ہوں گے۔ مگر ہوشیار رہنا ان لالچوں میں نہ پڑ جانا۔ صلح حدیبیہ میں مسلمانوں میں بعض کمزور ایمان والوں کو ٹھوکر لگی۔ اور انھوں نے سمجھ لیا۔ کہ اب ایک موقعہ تھا۔ جو ہاتھ سے نکل جائیگا۔ اس میں اگر جنگ کرتے۔ تو فتح کر لیتے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی مصلحتوں کو وہ نہیں سمجھ سکتے تھے۔ دیکھو آخر کار وہی صلح فتح کا موجب ہوئی۔

ہماری جماعت میں بھی بعض لوگوں کو ٹھوکر لگی ہے اور وہ ٹھوکر سیاست کے متعلق لگی ہے۔ حضرت صاحب کی تعلیم یہ ہے کہ سیاست کو چھوڑ کر تم دین میں لگ جاؤ۔ اسی سے تم کو سیاست بھی حاصل ہو جاوے گی۔ مگر لوگوں نے اسے سمجھا نہیں۔

دین میں لگنے سے وہ باتیں جو سیاست سے بھی حاصل نہیں ہو سکتی تھیں۔ وہ مل سکتی ہیں۔ مسلمانوں نے اگر زیادہ سے زیادہ سیاست میں کچھ حصہ لیا۔ تو انھیں یہی کچھ ملا۔ کہ وہ معمولی عہدوں پر رکھ لئے گئے۔ کوئی بڑا عہدہ ان کو نہیں ملا۔ لیکن اس کے مقابل پر اگر انبیاء کی تعلیم پر چلا جاوے۔ تو تھوڑے دنوں میں کامیابی حاصل ہو جاوے۔

برخلاف اس کے یہ بھی لو۔ کہ جو لوگ سیاست میں مشغول ہوتے ہیں۔ وہ دین سے غافل ہو جاتے ہیں۔ سیاست عو اصل کوئی بری چیز نہیں ہے۔ لیکن اس وقت وہ ہمارے لئے ترقی کی راہ میں روک ہے۔ اس لئے دین میں ہمہ تن لگ جانا چاہیئے سیاست میں پڑنے والوں کی بعینہ وہی حالت ہے۔ کہ استبدلون الذی ھو ادنیٰ بالذی ھو خیر۔ دین جو بالکل خیر و برکت تھا اسے چھوڑ کر دنیاوی معاملات میں پڑ گئے۔ اور دین سے غافل ہو گئے۔ خدا تعالیٰ نے ایک راہ دین (ترقی کیلئے) نکالی تھی۔ مگر بعض نے سیاست میں حصہ لینا چاہا۔ اور سیاست میں ضرورت تھی جتھے کی۔ اس لئے انھوں نے غیر احمدیوں سے ملنا چاہا اس لئے اپنوں سے جدا ہو گئے۔ اور جن سے ملے ہیں۔ انھوں نے بھی ان کو قبول نہ کیا۔ اور ابھی سے ان کو دھکے دینے شروع کر دیئے ہیں۔ اس وقت صرف [illegible] ہی ہے۔ جو ترقی دے سکتا ہے۔ اسی لئے حضرت [illegible] علیہ السلام نے سیاست سے روک دیا۔ تا دین کی طرف سے لوگ غافل نہ ہو جاویں اور دین کی طرف توجہ کریں۔ اور کامیاب ہو جاویں۔ اور دیوانوں اور بچوں کی طرح نہ ہو جاویں۔ کہ ایک روٹی کے بدلے ہیرے دیدیں۔ جو کام کرو۔ اس میں دیکھ لو۔ کہ حقیقی کامیابی کس طرح حاصل ہو سکتی ہے۔ راستے میں بہت سے لالچ ہوتے ہیں ان سے بچ کر رہنا چاہیئے۔ اور احتیاط سے کام لینا چاہیئے اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی کامیابی عطا فرماوے۔ اور ایسے رستوں سے بچائے جن میں حقیقی کامیابی نہیں مل سکتی۔

شیخ عبدالرحمٰن صاحب کا خط

(مصر)

سیدی امیر المومنین۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ جناب کا خط مجھے پہنچا۔ جس میں آپ نے تبلیغ کے لئے کچھ ہدایات تحریر فرمائی ہیں۔ سو الحمد للہ کہ میں پہلے ان پر عمل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اور مسیحیوں کی انجمنوں میں جاتا ہوں تاکہ وہ طریق معلوم کروں۔ جس سے وہ لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اور اس راستہ کا پتہ لگاؤں جس پر سے گذر کر وہ اسلام پر حملہ کرتے ہیں۔ اور انشاء اللہ بہت جلد بعض اخبارات میں مضامین لکھنا شروع کروں گا۔ جن میں مسیحیوں کے حملوں کا جواب دوں گا۔ میں نے اب تک اس کام میں اس لئے تاخیر روا رکھی تھی۔ کہ میں اپنے اندر ابھی عربی میں مضامین لکھنے کی طاقت نہ پاتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ اب اس نے ایک ایسا آدمی بھیج دیا ہے۔ کہ جس نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ میرے مضامین کو توجہ سے درست کر دیا کرے گا۔ پس میں نے اس قسم کے مضامین لکھنے شروع کر دیئے ہیں۔

ٹریکٹ میں نے آپ کے حکم کے ماتحت قاہرہ میں تقسیم کر دیا ہے۔ اور پانچ سو نسخہ مطابق حکم اپنے پاس رکھ لئے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ اس ٹریکٹ کی اشاعت کے بعد یہاں ایک شور پڑ گیا ہے۔ لیکن مجھ سے صرف ایک ہی شخص اب تک ملا ہے۔ مصر اس بات کا محتاج ہے۔ کہ یہاں پے در پے رسالجات شائع کئے جائیں۔ تا لوگ غفلت سے بیدار ہوں۔ خصوصاً اس بات کی بہت ضرورت ہے کہ وفات مسیح اور ان احادیث کے متعلق یہاں رسالجات شائع ہوں۔ جن میں آمد مسیح کا ذکر ہے۔ اسی طرح مسئلہ نبوت اور ان دیگر مضامین کے متعلق بھی جو حضرت مسیح موعود کے دعوےٰ کے متعلق ہیں۔

(محتاج دعا۔ از شیخ عبدالرحمٰن)

رپورٹ

۱۔ شہر مونگیر کے قریباً ہر محلہ میں غیر احمدی مسلمانوں (جنکو کہ مذہبی دلچسپی ہے) میں تبلیغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کر دی ہے۔

۲۔ محلہ صندل پور مونگیر جب غیر احمدیوں پر تبلیغ کا بفضل تعالیٰ عمدہ اثر ہوا۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتابوں کے دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ بعض لوگوں نے تمام کتاب قیمت و ملنے کا پتہ مجھ سے دریافت کر کے قیمتاً منگانے اور اس کو بغور پڑھنے کا وعدہ کیا۔

۳۔ آریہ یتیم خانہ مونگیر میں بموجودگی چند ممبران آریہ سماج کے کچھ تقریری مباحثہ ہوا۔ چند آریہ اس سے بفضل تعالیٰ متاثر ہوئے۔ اور حضرت صاحب کی تعریف کی۔ اور یہ اقرار کیا۔ کہ مرزا صاحب نے جو معیار اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ وہ واقعی صحیح ہے۔ مفتری ایسے معیار پر پورا نہیں اتر سکتا۔

محمد سعید الحسن احمدی مختار۔ (ضلع بہار)

ترقی اسلام قادیان کے ماتحت پرائمری سکول

ضلع گورداسپور بیری۔ پیر و چیچی اٹھوال۔

ضلع جالندھر: بنگ۔ دگرل (زنانہ سکول)۔ کریم پور۔

ضلع گوجرانوالہ۔ مانگٹ اونچے۔ جہیور متصل سانگرہ

ضلع گجرات۔ ماجرہ۔ شادیوال۔

ضرورت

ہر خاص و عام کو اطلاع دیجاتی ہے کہ قادیان میں ایک ٹریننگ کلاس Traning class عنقریب کھلنے والی ہے۔ (جسمیں پرائمری یا مڈل پاس طلباء کو مدرس بننے کیلئے تعلیم سکھایا جائیگا۔ اس کلاس میں داخل ہونیوالے طلباء اپنی درخواستیں جلد میرے پاس بھیجدیں۔ (نوٹ) اس کلاس میں غیر احمدی طلباء بھی داخل ہو سکتے ہیں)

(عبدالعزیز سکرٹری کمیٹی تعلیم۔ قادیان)

النخطبہ۔ چوہدری فضل دین ساکن چھوکھیوا تحصیل ظفروال ضلع سیالکوٹ حضرت اقدس کے نہایت پرانے مریدوں میں سے ہیں۔ ۱۸۹۳ء سے قادیان بیعت تک ہی اور خاندان مسیح موعود کی خدمتگاری کا خاص طور پر فخر رکھتے ہیں۔ ان کی بیوی فوت ہو گئی۔ اب اور نکاح چاہتے ہیں۔ زمین بھی گھماؤں کے اور تحصیل ظفروال میں مستقل ملازم ہیں عمر چالیس سال۔ جو صاحب ان سے ناطہ پسند کریں۔ براہ راست خط و کتابت کریں۔ (۲) میں اپنے لڑکے محمد اسمٰعیل کے لئے جو پندرہ بیس روپیہ ماہوار پر ملازم ہے۔ اور عمر ۲۲-۲۳ سال ہے۔ نیک۔ غریب طبع ہے۔ رشتہ کا خواہاں ہوں۔ لڑکی احمدی ہو۔ خط و کتابت اس [illegible] ڈاکخانہ مریدکے۔ گھنہ لبانیاں دا۔ ضلع گوجرانوالہ۔ حاجی پیغمبر اصاحب احمدی۔